سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت کے متعلق تازہ اطلاع

— محترم صاحبزادہ ڈاکٹر مرزا منور احمد صاحب —

ربوہ ۱۳ جولائی بوقت ۱/۲ ۷ بجے صبح

پرسوں نصف شب سے حضور کو شدید بے چینی کی تکلیف شروع ہے جو پرسوں تمام دن بدستور رہی۔ رات بھی نو بجے دوائی سے نیند آئی۔ کل حضور کو بے چینی میں تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے فرق رہا مگر رات سے بائیں ٹانگ میں نقرس کی درد کی تکلیف شروع ہے جس کے باعث کافی تکلیف رہی۔ آج رات بھی نیند گیارہ بجے کے قریب دوائی سے ہی آئی۔ کل حضور نے باوجود اس شدید بیماری کے راولپنڈی سے ایک خاص بس کے ذریعہ آنے والے تیس احباب کو شرف زیارت بخشا۔

احباب جماعت خاص توجہ اور التزام سے دعائیں کرتے رہیں کہ مولیٰ کریم اپنے فضل سے حضور کو صحت کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے۔ آمین اللّٰھم آمین

"خدام الاحمدیہ" اور "انصار اللہ" کا علیحدہ مستقل وجود نہیں دونوں مقامی انجمن کے بازو ہیں

ہر شخص کو خواہ وہ دونوں میں سے کسی میں شامل ہو اپنے آپ کو مقامی انجمن کا ایک فرد سمجھنا چاہیئے

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی بعض زریں نصائح

(محترم صدر صاحب صدر انجمن احمدیہ پاکستان)

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جماعتی تنظیموں کو صحیح خطوط پر چلانے اور جماعتی ترقی کے ضمن میں ان سے خاطر خواہ فائدہ اٹھانے کے سلسلہ میں وقتاً فوقتاً جو زریں ہدایات دی ہیں وہ حرز جان بنانے کے قابل ہیں۔ جماعتوں اور احباب کی یاد دہانی اور افادہ کی غرض سے ان کا ایک حصہ ذیل میں شائع کرایا جا رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ تمام جماعتوں اور ان کی ذیلی تنظیموں کو ان پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

"اگر انصار اللہ اور خدام الاحمدیہ کا وجود جماعت میں دو نئی جماعتیں پیدا کرنے کا موجب بن جائے تو یہ تنظیم بجائے انعام کے ہمارے لئے وبال جان بن جائے گی اور بجائے اتحاد کو ترقی دینے کے ہم میں تفرقہ اور تنزل پیدا کر دے گی۔ خدام الاحمدیہ اور انصار اللہ کو دو علیحدہ علیحدہ وجود نہیں بنایا گیا۔ بلکہ ایک کام اور ایک مقصد کے لئے ان کے سپرد دو علیحدہ علیحدہ فرائض کئے گئے ہیں۔ اور یہ ایسی ہی بات ہے۔ جیسے گھر میں کسی بچے کے سپرد خدمت کا کوئی کام کر دیا جاتا ہے۔ اس کے یہ معنے نہیں ہوتے کہ اس کا کوئی مستقل وجود گھر میں پیدا ہو گیا ہے۔ بلکہ وہ بھی جانتا ہے اور دوسرے لوگ بھی جانتے ہیں کہ وہ گھر کا ایک حصہ ہے۔ صرف کام کو عمدگی سے چلانے کے لئے اس کے سپرد کوئی ڈیوٹی کی گئی ہے۔ اسی طرح خدام الاحمدیہ اور انصار اللہ دونوں مقامی انجمن کے بازو ہیں۔ اور ہر شخص کو خواہ وہ خدام الاحمدیہ میں شامل ہو یا انصار اللہ میں اپنے آپ کو محلہ کی یا اپنے شہر کی یا اپنے ضلع کی انجمن کا ایک فرد سمجھنا چاہیئے۔" (الفضل ۳۰ جولائی ۱۹۴۵ء)

ہفتہ صفائی کے متعلق ایک ضروری اعلان

امید ہے کہ جملہ مجالس ہفتہ صفائی پورے اہتمام کے ساتھ منا رہی ہوں گی۔ الفضل کے اعلان میں جن ہدایات کے بھجوانے کا ذکر تھا وہ دی ہیں جو اکثر مجالس کو ایک چھپے ہوئے پوسٹر بعنوان "صفائی ایمان کا حصہ ہے" کی صورت میں پہلے بھجوائی جا چکی ہیں۔ یہ پوسٹر خالد ماہ اپریل ۱۹۶۳ء میں بھی شائع ہو چکا ہوا ہے۔

الفضل میں ہفتہ صفائی سے متعلق جو اصولی ہدایات شائع ہوتی رہی ہیں ان کی روشنی میں تفصیلی پروگرام مجلس مقامی نے اپنے اپنے حالات کے مطابق خود تجویز کرنا تھا اگر کسی غلط فہمی کی بناء پر کوئی مجلس مزید مرکزی ہدایات کی منتظر ہو اور یہ پوسٹر انہیں نہ ملا ہو تو اس اعلان کے بعد وہ ہدایات کے مطابق ہفتہ منانا شروع کر دیں۔ خواہ اسے بعد کے ایام تک جاری رکھنا پڑے۔

(مہتمم صحت جسمانی مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ)

محترمہ بیگم صاحبہ حضرت ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب کی علالت

محترمہ بیگم صاحبہ حضرت ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ تا حال بیمار ہیں کل پھر خون دیا گیا ہے۔ دل کی حالت تسلی بخش نہیں

احباب جماعت خاص توجہ اور التزام سے دعائیں جاری رکھیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے محترمہ بیگم صاحبہ موصوفہ کو صحت کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے۔ آمین

یوم سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم — ۲۲ جولائی ۱۹۶۴ء

جماعت ہائے احمدیہ شایان شان جلسے منعقد کریں

امراء اور صدر صاحبان جماعت ہائے احمدیہ نوٹ فرما لیں کہ "یوم سیرۃ النبی" کے لئے ۲۲ جولائی بروز بدھ کی تاریخ مقرر کی گئی ہے۔ اس روز پورے اہتمام کے ساتھ جلسے منعقد کئے جائیں جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ اور سیرت مقدسہ کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈال کر آپ کی انتہائی ارفع و اعلیٰ شان اور فہم و ادراک سے بالا مقام اور بنی نوع انسان پر آپ کے عظیم الشان احسانات کو پیش کیا جائے۔ تا اپنے اور بیگانے رب آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ اور اخلاق عالیہ سے واقف ہوں اور انہیں خود اپنی زندگیوں میں پاک تبدیلی پیدا کرنے کی توفیق ملے۔

(ناظر اصلاح و ارشاد)

روزنامہ الفضل ربوہ
مورخہ ۱۴ر جولائی ۶۴ء

بندگانِ حق کی ہجرت بھی رحمت کا نشان ہوتی ہے

"پیغام صلح" کے مضمون نویس آج کل جن بے تکی باتوں پر اتر آئے ہوئے ہیں ان میں سے ایک انہیں کے الفاظ میں ملاحظہ ہو۔ لکھتے ہیں:۔

"قادیان سے نکلنا ان کے لئے کتنا بڑا عذاب ہے۔ قادیان پر قبضہ کو جناب میاں صاحب اپنی صداقت کا بہت بڑا ثبوت گردانا کرتے تھے لیکن خدا تعالےٰ نے اس ثبوت کو ملیامیٹ کرنے کے لئے ان سے اس مرکز کو چھین لیا اور اب اس کی حیثیت ایک شاخ کی رہ گئی خدا جانے وہ بھی رہتی ہے یا نہیں روحانی مراکز ہمیشہ قوموں سے اسی وقت چھینے جاتے ہیں جب قوموں میں بداعمالیاں پھیل جاتی ہیں تب بطور سزا ان کو وہاں سے نکالا جاتا ہے جیسا کہ یروشلم سے یہود کو نکالا گیا حالانکہ وہ بھی نبیوں کا شہر تھا لیکن قادیان تو نبی کا نہیں بلکہ ایک عظیم الشان ولی اور خاتم الاولیاء کا ہی شہر تھا یہ کس طرح بچ سکتا تھا اور حضورؑ کو اس کے متعلق بھی الہام ہو چکا تھا۔

اخرج منہ الیزیدیون پس یہاں بھی جب یزیدی افعال کا ارتکاب شروع ہو گیا تو خدا نے سزا کے طور پر اس مرکز کو چھین لیا اور جس طرح یہود کو یروشلم سے نکالا گیا اسی طرح ان کو بھی قادیان سے نکالا گیا۔"

(پیغام صلح ۸/۶۴ صـ ۶)

یہ اللہ تعالےٰ کا تصرف ہے کہ مضمون نگار صاحب نے اخرج منہ الیزیدیون کا ترجمہ یہی سمجھا کہ وہاں سے یعنی قادیان سے یزیدیوں کو نکالا گیا مگر آپ خدا جانے کس دلیل کی وجہ سے اس کو سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعود ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ کی ہجرت پر چسپاں کرتے ہیں۔

اگر ان صاحب کو جذبہ عداوت محمود کبھی فرصت دیتا تو وہ غور کرتے اور ان کو معلوم ہو جاتا کہ "یزیدیون" یعنی یزیدی صفت کے لوگ کون تھے اور وہ کس طرح قادیان سے نکالے گئے۔ یزیدی صفت کے لوگ وہ ہیں جن کے مقابلہ میں حسینی صفت کے لوگ ہوں۔ کیونکہ یزید کا ظلم و ستم حضرت حسین رضی اللہ تعالےٰ عنہ پر ہوا تھا اگر یہ نہ مانا جائے کہ یزیدی صفت کے لوگ حسینی صفت کے لوگوں کے مقابلہ میں ہوتے ہیں تو یزیدیوں کے کچھ بھی معنی سمجھ میں نہیں آ سکتے۔

اب ذرا الہام متذکرہ بالا پر غور کیجئے یہ کہنا کہ اخرج منہ الیزیدیون اس حقیقت کا مستلزم ہے کہ یزیدی صفت لوگ حسینی صفت لوگوں کے مقابلہ میں قادیان سے نکالے گئے ہوں صحیح ہوگا۔ جب یہ کہا جائے گا کہ قادیان سے یزیدی نکالے گئے تو اس کا مطلب یہی ہوگا کہ وہ حسینیوں کے مقابلہ میں نکالے گئے یعنی حسینی صفت لوگ تو قادیان میں رہے اور یزیدی صفت لوگ وہاں سے نکالے گئے۔ دوسرے لفظوں میں قادیان میں صرف حسینی صفت لوگ رہ گئے یزیدی صفت وہاں سے خارج کئے گئے۔

اب دیکھئے کہ نکلنے والے جن کے مقابلہ میں محمودی یا حسینی قادیان میں رہے وہ یزیدی ہیں یا کوئی اور۔ غور فرمایئے مولوی محمد علی صاحب سے لے کر مضمون نویس تک لوگ جب جب بھی قادیان سے نکلے یا نکالے گئے تو اس دوران میں ہمیشہ لگاتار محمود اور آپ کے ماننے والے قادیان ہی میں رہے ہیں۔ جس سے ثابت ہوا کہ محمود اور آپ کے ماننے والے تو حسینی صفت ہیں اور الیزیدیون وہ ہیں جو ان کے مقابلہ میں قادیان سے نکلتے یا نکالے جاتے رہے۔

یہ تو ہے سیدھی سی منطق باقی الٹی پلٹی باتیں کر کے غلط بیانیاں کرنا تو ہر ایک کو آتا ہے مگر یہ لوگ ان باتوں میں ایک دوسرے سے بازی لے جانے کی ہر وقت کوشش کرتے رہے ہیں۔

اب لیجئے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کی ہجرت تو ایسی ہجرت تمام نیک بندوں کے ساتھ لگی ہوئی ہے۔

کوئی نبی ایسا نہیں گزرا جس کے ساتھ ہجرت نہ ہو
(ملفوظات جلد دوم صـ ۱۰۸)

اور انبیاء علیہم السلام کے خلفاء بھی اسی ضمن میں آتے ہیں۔ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مزید حوالے اس ضمن میں پیش کئے جا سکتے ہیں۔ تاہم آپ کی صورت میں ایک یہ امر واضح ہے جس کا مضمون نگار نے بھی اعتراف کیا ہے کہ قادیان میں اب بھی محمود ہی کے نام کا ڈنکا بج رہا ہے اور آپ کے ماننے والے ہی قادیان کے تمام مقدس مقامات پر قابض ہیں وہاں تقریباً تمام وہ سرگرمیاں جاری ہیں جو جماعتی مرکز میں ہو سکتی ہیں۔

اس طرح مضمون نویس کا الہام اخرج منہ الیزیدیون کا اطلاق سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کی ہجرت پر کرنا سراسر بے معنی ہے۔ کیونکہ آپ کی یہ ہجرت حسینی صفت لوگوں کے مقابلہ پر نہیں ہوئی بلکہ حسینی صفت لوگ جو قادیان میں اب بھی موجود ہیں آپ ہی کے ماننے والے ہیں اور آپ کے نام پر جماعتی سرگرمیاں جاری رکھے ہوئے ہیں آج ان کی تعداد چھ سات سو سے بھی زیادہ ہے اور آپ کے فرزند ارجمند مرزا وسیم احمد اطال اللہ عمرہٗ وہاں اللہ تعالےٰ کے فضل سے بنفس نفیس موجود ہیں۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کو بعض مصالح کی بناء پر یہ ہجرت کرنی پڑی اور یہ سب کچھ الٰہی تصرف اور منشاء سے ظہور پذیر ہوا۔ جیسا کہ شہادت سے واضح ہے۔

ملک دو حصوں میں تقسیم ہو گیا تھا۔ قادیان اپنی شاندار تاریخ کے لحاظ سے احمدیت کا دائمی مرکز ہے اور مستحکم مرکز بن چکا ہے۔ جیسا کہ ظاہر ہے اس کو دشمنوں کی دشمنانہ اب تک کوئی گزند پہنچا سکی ہے اور نہ آئندہ پہنچا سکتی ہے۔ چونکہ یہ عظیم الشان مرکز بھارت کے حصہ میں آ گیا تھا اور پاکستان سے علیحدہ ہو گیا تھا اس لئے ضروری تھا کہ اس کا مثیل پاکستان میں بھی موجود ہوتا۔ چنانچہ اللہ تعالےٰ نے یہاں قادیان کا مثیل ربوہ عطا فرمایا۔

ایسا مرکز قائم کرنا ہر کہ ومہ کا کام نہیں ہے صرف اللہ تعالےٰ کے خاص بندے ہی مرکز قائم کیا کرتے ہیں اس لئے ضروری تھا کہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز پاکستان میں ہجرت کرتے تاکہ آپ اللہ تعالےٰ کا یہ مرکز مثیل قادیان کے طور پر خود اپنے ہاتھ سے قائم کرتے۔

آپ نے اس امر کا جائے وقوع ایک ایسی جگہ کو تصرف الٰہیہ سے چنا جو وادی غیر ذی زرع تھی۔ آپ نے قرآنی اور ابراہیمی دعاؤں سے اس کا افتتاح فرمایا۔ اور آج ربوہ حقیقی معنوں میں قادیان کا مثیل بن گیا ہے۔ چودہ پندرہ سال کے عرصہ میں یہاں تمام قسم کے مرکزی آثار مہیا ہو چکے ہیں۔ یہاں جماعت کے تمام خصوصی ادارے قائم ہو چکے ہیں۔ شاندار دفاتر۔ مساجد اور تعلیم گاہیں جن کو دوسرے نمونہ کے ادارے مانتے ہیں یہاں ظہور پذیر ہو چکے ہیں۔ تمام دنیا کے مشن براہ راست اب ربوہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ ربوہ کا ریلوے سٹیشن ہر وقت جانے والے اور آنے والے مبلغین اسلام کی وداع و استقبال کے نعروں سے گونجتا رہتا ہے۔

محمود نے آپ کی طرح یہ نہیں کیا کہ قادیان سے نکل کر مولوی محمد علی کی گود میں جا گرے اور لگے فخر کرنے کہ ہمیں پہلے سے بھی زیادہ "ھذا من فضل ربی" قسم کے فیوض پہنچے ہیں بلکہ اس نے اللہ تعالےٰ کے اشارہ سے ایک اجاڑ بیابان جگہ میں ڈیرے ڈال دئے اور دیکھو یہ وہ اجاڑ جگہ دیکھتے ہی دیکھتے مومنوں کے ایک عظیم شہر میں تبدیل ہو گئی اور ضلع جھنگ میں جھنگ اور چنیوٹ کے بعد سب سے بڑی آبادی بن گئی۔ ریلوے کی پٹڑی اور جرنیلی سڑک اس میں سے گزرتی ہے۔ گزرنے والے مسافروں یاران کو جب ٹرینوں اور موٹروں میں یہاں سے گزرتے ہیں تو آنکھ پھاڑ پھاڑ کر اللہ تعالےٰ کی قدرت کا تماشہ دیکھتے ہیں۔ وہی قادیان کی رونقیں روز بروز اور جلسوں میں یہاں موجود ہو گئیں۔ یہاں جلسہ سالانہ کی حاضری ایک لاکھ کے لگ بھگ پہنچ گئی۔ آپ جو الٹی سمجھ رکھتے ہیں لاکھ اس کو عذاب کہہ لیں آپ کے کہنے سے کیا ہوتا ہے۔ دنیا دیکھ رہی ہے۔

محمود کی ہجرت کا یہ نتیجہ ہے۔ آپ نے دکھا دیا کہ بندگانِ حق کی ہجرت بھی بابرکت ہوتی ہے جس طرح مکہ سے ہجرت کے بعد مدینہ دنیا کا مرکز بن گیا۔ زمین تو بندگانِ حق کے قدم چومنے کے لئے ہر وقت تیار رہتی ہے۔ ربوہ کو اللہ تعالےٰ نے یہ رتبہ دینا تھا کہ محمود ہجرت کر کے یہاں آیا اور اجاڑ کو مومنوں کی عظیم الشان بستی بنا کر رکھ دیا ؎

کریں گے اہلِ نظر بستیاں نئی آباد

اللہ تعالےٰ کی عجیب شان ہے کہ اس ہجرت سے پہلے اللہ تعالےٰ نے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کی برگزیدہ شان کو ۱۹۴۴ء میں واشگاف کر دیا۔ اور آپ کو واضح اشارے سے ثبوت بہم پہنچا دیا کہ وہ "مصلح موعود" جس کی پیشگوئی سیدنا حضرت مسیح موعودؑ

(باقی صـ ۵ پر)

مسئلہ تثلیث — موجودہ مسیحیت کی رگ حیات

مکرم سمیع اللہ صاحب انچارج احمدیہ مسلم مشن بمبئی

— قسط نمبر ۶ —

الوہیت مسیح پر تبصرہ

چوتھی صدی عیسوی میں جب ثالوثیوں کے دربار سے جناب یسوع مسیح کو ترقی عطا کی گئی اور انہیں "تخت الوہیت" پر بٹھایا گیا۔ تو اب دین مسیحی میں الوہیت مسیح ایک مستقل اور سب سے اہم موضوع بن گئی۔ ثالوثیوں نے جناب مسیح کو اس چوکی پر بٹھانے کے لئے بہت سے نئے نئے جتن کئے۔ کبھی ان کی "بن باپ" ولادت خدائی کے ثبوت میں پیش کی گئی اور کبھی معجزات وخوارق کی باتیں حالانکہ انہیں معلوم ہے کہ جناب مسیح ان میں سے کسی صفت میں منفرد نہیں ہیں۔ خود ان کے عقیدے کے مطابق جناب مسیح سے پہلے حضرت آدم علیہ السلام صرف بن باپ ہی نہیں بلکہ "بن ماں اور باپ" محض خدا کے پھونک مارنے سے مٹی کے ایک ڈھیر سے پیدا ہو گئے تھے۔

پھر ملک صدق سالم صرف بن ماں باپ ہی نہیں بلکہ بے نسب نامہ بھی ہے۔ نہ اس کی زندگی کا شروع ہے نہ عمر کا اخیر۔ (عبرانیوں $\frac{7}{3}$) اسی آیت میں اس کو خدا کے بیٹے کے مشابہ بھی ٹھہرایا گیا ہے۔

معجزات مسیح کی حقیقت

رہ گئیں معجزات وخوارق کی باتیں تو یوں یہ باتیں نئے عہد نامے میں تو مذکور ضرور ہیں۔ لیکن جب ان روایات پر تنقیدی نظر ڈالی جاتی ہے۔ تو یہ ساری روایات عقل و درایت کے اعتبار سے مجروح ومشکوک ہو جاتی ہیں۔ یہ بات کونسی عقل سلیم تسلیم کر سکتی ہے کہ جناب مسیح چلتے پھرتے۔ سرراہے جھیل کے کنارے اور پہاڑ کی چوٹی پر تو معجزات دکھاتے پھرتے ہوں۔ لیکن جب ان سے فقیہوں اور فریسیوں نے معجزات کا مطالبہ کیا تو کوئی معجزہ دکھانے کی بجائے سخت کلامی پر اتر آئے۔ حالانکہ معجزہ دکھانے اور اپنے دعاوی پیش کرنے کا تو یہی نادر موقعہ تھا۔ کیا حضرت موسیٰ علیہ السلام صرف چرواہوں اور جنگلیوں کو عصا اور ید بیضا کا معجزہ دکھاتے پھرتے تھے۔ یا انہوں نے یہ معجزات دکھانے کے لئے فرعون کا دربار زیادہ موزوں سمجھا؟

اب اگر متی وغیرہ کی یہ شہادت درست ہے کہ جناب مسیح نے درجنوں معجزات دکھائے تو کیا وجہ ہے کہ آپ فقیہوں اور فریسیوں کو اپنی صداقت کا کوئی نشان نہیں دکھا سکے؟ اور شکست خوردہ آدمیوں کی طرح بدزبانی پر اتر آئے۔ حالانکہ نفسیاتی اعتبار سے معجزہ نمائی کا یہی موقعہ تھا۔ اگر کوئی آدمی سزائے موت کے وقت استقامت اور جواںمردی کے ساتھ دعوت حق دے۔ اور لوگوں کو اپنے نصب العین کی طرف بلائے۔ تو پھر چند منٹوں کی تقریر زندگی بھر کی تقریروں سے زیادہ موثر ہوتی ہے۔

معجزات مسیح پر تبصرہ

جناب مسیح کے معجزات میں سے دو کا تعلق احیاء موتے سے ہے۔ اگر ان کو ظاہر پر محمول کیا جائے۔ تو یہ اسی قسم کے واقعات ہونگے جیسے کنواری مریم کا حمل اور یسوع مسیح کی باپ کے بغیر ولادت کہ یہ نادر الوقوع ضرور ہیں مگر احاطہ قوانین قدرت سے باہر نہیں۔

اس قسم کی باتیں گاہے بگاہے آجکل بھی ظہور میں آجاتی ہیں۔ مگر اس زمانے اور زمانہ مسیح میں یہ فرق ہے کہ آج کل علم طب بہت ترقی کر گیا ہے۔ اور بیماری کے مخفی سے مخفی اور باریک سے باریک اسباب کا بھی پتہ لگا لیا جاتا ہے۔ مگر زمانہ مسیح میں علم طب نے اتنی ترقی نہیں کی تھی۔ وہ گہری غشی اور موت کے درمیان بھی فرق نہیں کر سکتے تھے۔

وزیر تعلیم اندھرا پردیش کا حادثہ

ابھی اندھرا پردیش (بھارت) کے وزیر تعلیم کو جو کار کا حادثہ پیش آیا جس کے نتیجہ میں آپ بے ہوش ہو گئے۔ اور چالیس دنوں تک بے ہوش ہی رہے۔ اسی اثناء میں پنڈت جواہر لال نہرو کی وفات ہوئی۔ ہندوستان کی لیڈرشپ بدلی۔ مگر ان کو کچھ خبر نہیں۔ کیا زمانہ مسیح کے لوگ ایسی غشی اور موت کے درمیان فرق کر سکتے تھے۔

جاپانی عورت کی بیہوشی

اس سے عجیب تر خبر جاپان کی ایک عورت کی ہے وہاں کے ایک ہسپتال میں آٹھ مہینوں سے یہ عورت بے ہوش پڑی ہے ۱۸ جون ۱۹۶۴ء کو اسی بے ہوش عورت کے پیٹ سے ایک بچہ پیدا ہوا۔ اس وقت عورت نے صرف اتنی حرکت کی کہ بچے کو گود میں لینے کے لئے اپنا داہنا ہاتھ ہلایا۔ کیا زمانہ مسیح میں ایسی غشی اور موت کے درمیان فرق کیا جا سکتا تھا۔ خیر ان کا زمانہ تو دو ہزار سال پہلے کی بات ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ اس زمانے میں محکمہ حفظان صحت کا بھی کوئی معقول انتظام نہیں تھا۔ یروشلم جیسے مشہور ومعروف شہر میں لنگڑے لولے، اندھے۔ کوڑھی۔ مارے مارے پھرتے تھے۔ کوئی حوض کے کنارے سالہا سال شفا کی امید میں بیٹھا رہتا تھا۔ اس زمانے کا ذکر تو جانے دیجئے۔ آج کل جبکہ شہر قصبہ اور گاؤں گاؤں میں شفاخانے موجود ہیں۔ اگر کوئی ایسا مریض اناڑیوں کے ہتھے چڑھ جائے تو وہ بھی اس کو مردہ سمجھ کر فوراً دفن کرا دیں گے نئے عہد نامہ میں احیاء موتے کے جو تین واقعات آئے ہیں۔ وہ اسی قبیل کے ہیں۔ کسی ڈاکٹر نے ان کی موت کی تصدیق نہیں کی تھی۔ وہ دونوں بے ہوش تھے۔ ان پر غشی کا سخت دورہ پڑا تھا۔ یا سکتہ کی کیفیت طاری ہو گئی تھی۔ جناب مسیح نے جو عابد ومرتاض آدمی تھے۔ اپنی نظر توجہ سے ان کی غشی دور کر دی۔ جو لوگ اس غشی کی کیفیت سے واقف نہیں تھے۔ ان کو یہ غلط فہمی ہوئی کہ آپ نے مردہ زندہ کر دیا۔ یہ تو خیر گنواروں اور ان پڑھوں کی بات ہوئی۔ بعض اوقات تو اچھے اچھے ڈاکٹر بھی دھوکے میں آجاتے ہیں۔

بمبئی ہسپتال کا واقعہ

بمبئی کے ایک ہسپتال کا واقعہ ہے کہ ایک مریض کے متعلق ڈاکٹروں نے فیصلہ کر دیا کہ وہ مر چکا ہے۔ اس مردے کو جب اسٹریچر پر لٹا کے زینے سے نیچے لانے لگے۔ تو اس اتار چڑھاؤ میں اس کو پے در پے جھٹکے لگے۔ اس مردے نے یہ جھٹکے کھاتے ہی آنکھیں کھول دیں۔ دوسرے دن تمام شہر میں یہ خبر پھیل گئی کہ فلاں ہسپتال میں ایک مردہ زندہ ہو گیا۔ مگر ڈاکٹروں نے اس کی تردید کی اور کہا کہ دوبارہ تحقیقات کے بعد معلوم ہوا کہ وہ شخص مرا نہیں تھا۔ اس میں زندگی کی رمق باقی تھی۔ جھٹکے کھانے کے بعد اس کا دوران خون معمول پر آگیا۔ اور وہ زندہ ہو گیا۔

ایک طبیب کا کارنامہ

اس سلسلہ میں بعض ڈاکٹروں اور طبیبوں نے تو نہایت اعلیٰ ذہانت کا ثبوت دیا ہے۔ "ہمدرد صحت" دہلی میں ایک واقعہ شائع ہوا تھا۔ کہ ایک طبیب اپنے مکان کی چھت پر ٹہل رہا تھا۔ اس نے دیکھا کہ کچھ لوگ ایک عورت کی لاش لئے جا رہے ہیں۔ اس پر کچھ پھول بھی پڑے ہیں۔ اور وہ مرجھائے ہیں۔ طبیب نے چھت سے اتر کر وہ لاش زمین پر رکھوائی اور کیفیت پوچھی یہ کب مری ہے؟ یہ پھول اس پر کب ڈالے گئے ہیں۔ اس کے بعد اس نے لاش کے وارثوں سے کہا کہ میرا خیال ہے کہ اس عورت میں ابھی جان باقی ہے مجھے علاج کی اجازت دیجئے۔ طبیب نے اس لاش کا اچھی طرح معائنہ کیا۔ پھر ایک موٹا سا سوا منگوایا۔ جس سے بورے سئے جاتے ہیں۔ اور سوا ایک خاص جگہ عورت کے پیٹ میں بھونک سا دیا۔ بس ایسا ہوا کہ وہ مردہ عورت فوراً جی اٹھی۔ لوگ حیران و ششدر کہ اس طبیب نے کیسا معجزہ کر دکھایا۔ مگر اس میں معجزے کی کیا بات تھی۔ یہ اس طبیب سے پوچھئے۔ اس نے بتایا کہ میں نے پھول دیکھ کر یہ معلوم کیا کہ یہ عورت زندہ ہے۔ اگر عورت بالکل بے جان ہوتی۔ تو اس کے جسم کی ٹھنڈک سے ان پھولوں کو دیر تک تروتازہ رہنا چاہیئے تھا۔ مگر میں نے دیکھا کہ تازہ پھول مرجھا رہے ہیں۔ اس سے سمجھا کہ اس عورت میں ابھی زندگی کی حرارت موجود ہے۔ پھر جب مجھے یہ معلوم ہوا کہ یہ عورت حاملہ ہے اور سات آٹھ مہینوں کا بچہ اس کے پیٹ میں ہے۔ تو میں نے خیال کیا کہ بچے نے گھومتے گھومتے ماں کا دل پکڑ لیا ہے۔ اور اس پر یہ کیفیت طاری ہو گئی ہے۔ میں نے جب بچے کو سوئی چبھوئی تو اس نے حرکت کی۔ اور ماں کا دل چھوڑ کے اپنی اصلی جگہ پر آگیا۔ اور ماں زندہ ہو گئی۔

اب انجیل نویسوں کے قول کے مطابق اس واقعہ کے معجزہ ہونے میں کیا شبہ ہے مگر حقیقت یہ ہے کہ یہ کوئی معجزہ نہ تھا نہ قوت الوہیت بلکہ ذہین طبیب کا ایک کمال تھا۔

ان واقعات سے ہم یہ معلوم کرنے میں کامیاب ہوتے ہیں کہ انسان پر موت کی سی کیفیت طاری ہونے کے بعد بعض مخصوص حالات میں زندگی کا تار باقی رہتا ہے۔ اور اس کی وجہ سے ایسے مردوں میں دوبارہ زندگی کی روح پھونکی جا سکتی ہے۔

شفا بخش معجزات

یہی حال بیماروں کو شفا دینے کا ہے۔ نئے عہد نامے میں اس قسم کے لگ بھگ پندرہ واقعات کا ذکر کیا گیا ہے اگرچہ یہ الگ الگ معجزات سمجھے گئے ہیں مگر ان میں کچھ ایسی یک رنگی دیکھی نہیں پائی جاتی ہے کہ اگر ہم چاہیں تو ان تمام واقعات کو ایک ہی خانے میں رکھ سکتے ہیں۔

ہمارے نزدیک ان واقعات کا مسیح کی الوہیت سے کوئی تعلق نہیں یوں سمجھ کہ مسیح ان بزرگ صوفیا میں سے معلوم ہوتے ہیں جو روحانی علوم کے ساتھ علم طب میں بھی کامل دسترس رکھتے تھے۔ آسمانی آدمیوں کو مخلوق خدا سے سچی ہمدردی ہوتی ہے اس لئے وہ علم ادیان کے ساتھ علم ابدان بھی سیکھتے ہیں کہ وہ دونوں طریقوں سے مخلوق خدا کی خدمت کر سکیں۔ پھر ان میں اور دوسرے اطباء میں یہ فرق ہوتا ہے کہ یہ علم توجہ کے بھی ماہر ہوتے ہیں جس کے ذریعہ کبھی کبھی مریض ظاہری علاج و دوا کے بغیر بھی شفایاب ہو جاتا ہے اس قسم کے صوفی طبیبوں کا ہر مذہب کی روایات میں پتہ چلتا ہے، خود مسلمان صوفیاء بھی علم طب سے واقفیت اپنے مقصد کی تکمیل کے لئے ضروری سمجھتے تھے اور اگر ہم جماعت احمدیہ میں اس کی نظیر ڈھونڈیں تو سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ فن طب میں کامل دستگاہ رکھتے تھے اور ہمارے موجودہ امام عالی مقام بھی اس فن میں پوری مہارت رکھتے ہیں۔

یہ تو پرانے بزرگوں کی سیرت و زندگی ہے اب تو علم توجہ فن طب کا ایک مستقل موضوع بن گیا ہے اس فن کے ماہروں نے بڑے بڑے شفاخانے کھول رکھے ہیں جن کی روداد بڑی دلچسپ ہوتی ہے ان کا طریق علاج بھی جناب مسیح کے طریقہ علاج سے ملتا جلتا ہے جس طرح آپ بیماروں سے کہتے تھے کہ "چل تو اچھا ہو گیا" آج کل کے مسمرائزر وغیرہ بھی اسی قسم کا کوئی جملہ کہہ کر مریض کو متاثر کرتے ہیں اور وہ شفایاب ہو جاتا ہے

اسی طرح پانی پر چلنے کا بھی "حضرت الوہیت" سے کوئی تعلق نہیں۔ ہندوستان میں ایسے ایسے تیراک موجود ہیں جو حقہ اور چلم لے کر دریا میں کود جاتے ہیں اور پانی کی سطح پر اطمینان سے آگ سلگا سلگا کے حقے کے کش پر کش لگاتے جاتے ہیں۔ دیکھنے میں ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ شخص پانی پر بیٹھا ہے

معجزات پر ایمان

یہ بات واضح کر دیں کہ ہم روحانی قوتوں یا کرامات و معجزات کے منکر نہیں البتہ ہمیں اس بات سے انکار ہے کہ کرامات دکھانے والا حضرت الوہیت کا مالک ہوتا ہے ہمارا عقیدہ تو یہ ہے کہ ایسی خارق عادت باتیں دکھانے کے لئے نبوت کیا اسلام بھی شرط نہیں ہے، ہر انسان میں ایسے کمالات حاصل کرنے کی مخفی طاقتیں موجود ہیں۔ نیک و خدا ترس لوگ نیک طریقوں سے یہ کمال حاصل کرتے ہیں اور دوسرے لوگ مشق و عبادت کے ذریعہ۔

اولیائے اسلام کی کرامات:۔

جناب مسیح کے سیرت نگار تو ان کے دو چار معجزات ہی دیکھ کر بے قابو ہو گئے اگر ان کے مقابل اولیاء اسلام کی کرامات مرتب کی جائیں تو دفتر کے دفتر تیار ہو جائیں۔ اور بقول "یوحنا" ان کے رکھنے کے لئے دنیا میں جگہ نہ ہو۔ چونکہ اسلام ایک ایسا مذہب ہے جو اپنے روز ظہور سے نشانات دکھاتا چلا آرہا ہے اور آج تک امت محمدیہ میں کروڑوں ایسے برگزیدہ انسان پیدا ہو چکے ہیں جن کے ذریعہ خدا نے اپنے وجود کی نشانیاں دکھائی ہیں اور یہ سلسلہ نشان نمائی قیامت تک جاری رہے گا۔

حواریوں کی سرگزشت

مسیحی کلیساؤں میں مسئلہ تثلیث پر جو اضطراب و اختلال پایا جاتا ہے جناب مسیح کے قول کے مطابق یہ ایک شدنی بات تھی۔ آپ نے واقعہ صلیب سے ایک دو روز پہلے اپنے شاگردوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا تھا میرے بعد تم لوگ پراگندہ اور منتشر ہو جاؤ گے (متی ۲۶/۳۱ مرقس ۱۴/۲۷ یوحنا ۱۶/۳۲) واقعات کی روشنی میں جناب مسیح کی پیشگوئی بالکل صحیح ثابت ہوئی۔ واقعی یہ لوگ اس واقعہ ہائلہ کے بعد تسبیح کے دانوں کی طرح بکھر گئے۔

یہودیوں کو پیلاطوس۔ یوسف آرمتیہ اور نکدیمس کی حکمت عملی کا علم ہو گیا تھا وہ اس بزرگ فرقہ کے نوجوانوں سے بھی بدگمان ہو گئے تھے۔ لہذا ان یہودیوں نے جناب مسیح کے بعد حواریوں کے خلاف اپنی مہم تیز کر دی۔ پیلاطوس اور یوسف آرمتیہ دونوں زیر عتاب آئے۔ دوسرے شاگرد بھی خوف کے مارے ادھر ادھر روپوش ہو گئے بہت سے ایسے تھے کہ جدھر ان کا منہ اٹھا ادھر کو چل دیئے یہ ترک وطن اور داغ ہجرت مسیحیوں کے لئے بہت نقصان دہ ثابت ہوا۔ ان کے عقاید و تعلیمات کے اوراق منتشر ہو گئے۔

ان مہاجرین کے ذریعہ مختلف کلیساؤں کو جناب مسیح کے متعلق جو باتیں معلوم ہوئیں وہ عقاید و تعلیمات سے زیادہ معجزات و خوارق پر مشتمل تھیں۔ "ارواح خبیثہ" سے جنگ کرنا مردوں کو زندہ کرنا۔ بیماروں کو شفا دینا اور تورات کے مقابل بعض متبادل احکام بیان کرنا۔ بس یہی ان کے کارنامے تھے۔

حواریوں کی گروہ بندی

پھر جناب مسیح کے شاگرد عقاید و تعلیمات میں پختگی حاصل کرنے کی بجائے بہت جلد چند نزاعی مسائل میں الجھ گئے۔ غیر یہودیوں میں تبلیغ۔ ختنہ۔ ایمان و عمل اور فضل و شریعت کے مسائل چھڑے ہر شخص نے اپنا اپنا حلقہ بنانے کی مہم شروع کی۔ ایک حلقہ متی۔ لوقا اور پولوس کا قائم ہوا۔ اور دوسرا پطرس۔ یعقوب و یوحنا کا۔ پطرس اور ان کے ساتھیوں کی حریفانہ کوششوں کا کوئی ثبوت نہیں ملتا۔ لیکن فریق اول نے اپنے حریفوں کے وقار کو صدمہ پہنچانے میں کوئی کوتاہی نہیں کی۔ متی اور لوقا نے جناب مسیح کی زبانی "پطرس" کو جو شیطان کہا ہے وہ اصل میں پطرس کے متعلق جناب یسوع مسیح کا خیال نہیں تھا بلکہ "متی" اور "پولوس" کی پارٹی اس کے خلاف محاذ قائم کر رہی تھی۔ متی پطرس کا حریف تھا۔ اور "لوقا" "پولوس" کا شاگرد تھا۔ لوقا نے پطرس کو شیطان کہہ کر کوئی حق بیانی نہیں کی ہے بلکہ حق شاگردی ادا کیا ہے۔ اور اس سے زیادہ حق شاگردی "رسولوں کے اعمال" ۱۴/۱۱ میں ادا کیا ہے۔ جہاں "پولوس" کو ایک "دیوتا" کہا ہے۔ خود "پولوس" نے پطرس کے حق میں جیسے ناشائستہ اور ادنیٰ قسم کے الفاظ استعمال کئے ہیں وہ اس کے خطوط سے ظاہر ہے۔

پولوس کی پارٹی کا غلبہ

اس باہمی کشمکش کا نتیجہ یہ ہوا کہ کلیسیا تعلیم و تربیت کا مرکز بننے کی بجائے مناظرانہ و رقیبانہ خصوصیت کا اڈہ بن گئی۔ ہم کو نئے عہد نامے کی شہادتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ اس رقیبانہ رسہ کشی میں "متی" اور "پولوس" کا پلہ بھاری رہا۔ اس کی مختلف وجوہ ہیں۔ ان میں سے بعض وجوہ کا میں اس مضمون کی پہلی قسطوں میں ذکر کر چکا ہوں۔

متی

ان کے علاوہ ایک وجہ یہ بھی تھی کہ "متی" اور "پولوس" دونوں اونچی سوسائٹی سے تعلق رکھتے تھے۔ علم میں بھی پطرس وغیرہ سے برتر تھے۔ متی ایک سرکاری عہدیدار تھا۔ رومی حکومت کی طرف سے چنگی وصول کرنے کی خدمت اس کے سپرد تھی۔ یہ عہدہ ایسا ہے کہ ہر قسم کے تاجروں اور بیوپاریوں سے دن رات واسطہ پڑتا رہتا ہے۔ آج بھی جہاں چنگی سسٹم ہے چنگی کا محصل ایسا ہوتا ہے کہ اسی کے ہاتھ میں شہر کی کنجی ہوتی ہے۔ کوئی کاروباری آدمی اس کی اجازت کے بغیر شہر میں داخل نہیں ہو سکتا۔ اگرچہ رومی حکومت میں بہت سے یہودی کلیدی عہدوں پر فائز تھے۔ غالباً مشرقی ممالک کا گورنر "ہیرودیس" بھی یہودی ہی تھا لیکن جناب مسیح کے حواریوں میں "متی" سے بڑا کوئی دوسرا سرکاری عہدیدار نہیں تھا۔ لہذا عوام کے علاوہ مسیح کے شاگردوں میں بھی وہ معزز سمجھا جاتا تھا۔

پولوس

یہی حال پولوس کا تھا۔ وہ ایک اعلیٰ خاندان کا چشم و چراغ تھا۔ حق شہریت میں رومیوں کا ہم سر تھا۔ اس کے پاس دو یونیورسٹیوں کی ڈگریاں تھیں۔ دنیوی عزت اور علم و فضل میں کوئی حواری اس کا ہم پلہ تو کجا اس کے رتبے کے قریب بھی نہیں پہنچتا تھا۔

لوقا

لوقا کے متعلق بھی نئے عہد نامے کی شہادت یہ ہے کہ رومی امراء کے دربار میں اس کی رسائی تھی۔ اس نے اپنی "انجیل" اور "رسولوں کے اعمال" ایک رومی سردار ہی کو مخاطب کر کے لکھی ہے۔

(باقی)

ولادت

دارالسلام (ٹانگانیکا مشرقی افریقہ) سے اطلاع موصول ہوئی ہے کہ مورخہ ۲۱ جون ۶۴ء کو مکرم مبارک سلیم صاحب لون ابن مکرم میاں محمد اسلم صاحب لون کے ہاں بچی پیدا ہوئی ہے۔ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ نے نصیرہ نام تجویز فرمایا۔ نومولودہ مکرم شیخ مبارک احمد صاحب نائب ناظر اصلاح وارشاد (سابق رئیس التبلیغ مشرقی افریقہ) کی نواسی ہے۔

بزرگان سلسلہ و احباب جماعت دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اس بچی کو نیک اور بابرکت لمبی عمر عطا فرمائے اور والدین کے لئے قرۃ العین بنائے۔ آمین۔

محترم شیخ محمد شریف صاحب مرحوم کی یاد میں

(مکرم شیخ عبدالقادر صاحب مربی سلسلہ احمدیہ مقیم لاہور)

محترم شیخ محمد شریف صاحب اپنے والد ماجد محترم شیخ کریم بخش صاحبؓ آف کوئٹہ کی طرح بہت ہی مخلص اور فدائی احمدی تھے۔ گو آپ کا پیشہ تو تجارت تھا لیکن آپ بچپن سے ہی پرجوش مبلغ تھے۔

مجھے جب بھی آپ کے پاس جانے کا اتفاق ہوا ہے۔ آپ کو یا تو اپنے تجارت کے کام میں مصروف پایا ہے اور یا کسی غیر از جماعت دوست کو تبلیغ کرتے دیکھا ہے۔ فرمایا کرتے تھے ان دو کاموں کے سوا اور ہمارا کام ہی کیا ہے؟

مالی قربانی اور قومی کاموں میں حصّہ

مالی قربانی میں آپ ہمیشہ پیش پیش رہا کرتے تھے۔ احباب کو علم ہے کہ یہاں کئی سال سے "مسجد دارالذکر" کی تعمیر شروع ہے اور جماعتی ضروریات کے پیش نظر اس عالی شان مسجد پر لاکھوں روپے خرچ کا تخمینہ ہے اور محترم امیر صاحب نے یہ فیصلہ کیا ہوا ہے کہ جماعت لاہور کے چندہ سے ہی یہ مسجد مکمل ہوگی اس لئے اس سلسلہ میں کافی تگ و دو کی ضرورت بھی اور رہی ہے۔ اس سلسلہ میں محترم شیخ صاحب موصوف کا کام صفِ اول کے کارکنوں میں شمار ہوتا ہے۔ بلکہ آپ کو محترم امیر صاحب نے مسجد کمیٹی کا پریذیڈنٹ مقرر فرمایا تھا۔ آپ نے اس مسجد کی تعمیر میں چندہ بھی ہزاروں روپے دیا۔ اور باوجود دل کا مریض ہونے کے چندہ جمع کرنے کے لئے مسجد کمیٹی کے دوسرے ممبروں کیساتھ آپ نے لاہور کے ہر حلقہ کا دورہ کیا۔ ایک دفعہ نہیں، متعدد مرتبہ، دن کو بھی اور رات کو بھی فرمایا کرتے تھے کہ گو مجھے ڈاکٹر صاحبان زیادہ سے زیادہ آرام کرنے کا مشورہ دیتے ہیں۔ مگر اس زندگی کا کیا فائدہ۔ جو آرام کرنے میں ہی گزر جائے۔ آپ اپنے طوعی چندوں کو عموماً ظاہر نہیں ہونے دیتے تھے مگر بعض اوقات احباب کو تحریص دلانے کے لئے ذکر بھی فرما دیا کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ مجھے تو جب بھی کوئی مشکل پیش آتی ہے۔ مَیں اپنے مولا کے حضور یہ عرض کر دیا کرتا ہوں کہ اے مولا! اگر میرا یہ کام ہو جائے تو مَیں فلاں کار خیر میں اتنے کو یا اتنے ہزار روپیہ دوں گا اور وہ میرا کام ہو بھی جاتا ہے اور اب جبکہ مَیں نے متعدد بار یہ تجربہ کیا ہے کہ جب بھی منت مانی ہے خدا تعالیٰ نے کام کر دیا ہے تو مَیں نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ ایسے مہربان آقا کے ساتھ سودا کیا کرنا ہے مَیں پہلے ہی ایک خاصی معقول رقم سلسلہ کی ضروریات کے لئے پیش کر دیتا ہوں اور خدا تعالیٰ کام بھی کر دیتا ہے۔

حلقہ دہلی دروازہ کے خدام عموماً ہر تین ماہ کے بعد مسجد میں غیر از جماعت معززین کو دعوت دے کر ایک چھوٹے سے جلسہ کی تقریب پیدا کرتے رہے ہیں۔ اس حلقہ کے خدام کہتے ہیں کہ ہم جب بھی شیخ صاحب کے پاس جاتے تھے آپ خندہ پیشانی کے ساتھ اس جلسہ کے لئے سو یا پچاس روپے دے دیا کرتے تھے۔

آپ فرمایا کرتے تھے اگر ہمارا روپیہ دین کے کاموں میں صرف نہ ہو تو پھر ہم نے اس روپیہ کو کرنا ہی کیا ہے۔

اس مرتبہ جلسہ سالانہ سے چند روز قبل مَیں نے "حیاتِ نور" ایک کتاب چھپوائی تھی۔ کتاب چونکہ بہت ضخیم تھی۔ مَیں نے خیال کیا کہ جلسہ کے ایام میں بسوں میں اتنی وزنی کتاب کا لے جانا مشکل ہوگا۔ کیونکہ بسوں کی چھتیں عموماً مسافروں کے بستروں اور دیگر سامان سے پُر ہو جاتی ہیں۔ چلو شیخ صاحب کے پاس چلتے ہیں وہ اس مشکل کا کوئی حل بتائیں گے۔ چنانچہ مَیں جب گیا۔ اور شیخ صاحب کے سامنے اس مشکل کو پیش کیا تو آپ نے فرمایا یہ بسیں آپ کی اپنی ہیں۔ اس لئے آپ جس وقت چاہیں اور جتنا ساتھ لے جانا چاہیں۔ مغربی پاکستان میں جہاں جہاں بھی ہماری بسیں چلتی ہیں آپ وہاں آ جا سکتے ہیں۔ یہ کہہ کر آپ نے مجھے اس تاریخ سے لے کر اپریل ۶۲ء تک ایک پرمٹ دیدیا۔ اور فرمایا کہ اب جس جگہ سے بھی آپ ہماری کسی بس پر سفر کرنا چاہیں آپ مع سامان کے سفر کر سکیں گے۔

مَیں نے دیکھا ہے کہ یہ سلوک آپ کا صرف میرے ساتھ ہی نہیں تھا سلسلہ کے ہر کارکن سے آپ اسی طرح پیش آیا کرتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ ہمیں تو ہمارے والد مرحوم نے یہی تعلیم دی تھی کہ اس چند روزہ زندگی میں ساری سعادت اسی میں ہے کہ اگر سلسلہ اور سلسلہ کے کارکنوں کی خدمت کرنے کا موقعہ ملے تو اسے غنیمت سمجھنا چاہیئے۔

زمانہ شاہد ہے کہ آپ نے اپنے والد مرحوم کی اس نصیحت پر خوب عمل کیا۔ فجزاہ اللہ جزاءً۔

آپ کی وفات

آپ کی وفات کے مختصر حالات الفضل میں شائع ہو چکے ہیں۔ لہٰذا انہیں دہرانے کی ضرورت نہیں۔ آپ دل کے مریض تھے اور خوب سمجھتے تھے کہ یہ مرض ایسا ہے کہ عموماً آناً فاناً انسان کا دم نکل جاتا ہے۔ چنانچہ وفات سے دو روز قبل جبکہ آپ اپنے دفتر کی سیڑھیوں سے اتر رہے تھے۔ آپ نے چٹکی بجا کر کہا کہ کسی وقت ہم نے بھی یوں ہی اس دنیا سے گزر جانا ہے چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ محترم ملک عبدالحمید صاحب عارف فرماتے ہیں کہ آپ کی وفات سے چند گھنٹے پہلے مَیں آپ کے دفتر میں آپ کے پاس قریباً دو گھنٹے بیٹھا رہا۔ آپ خوش و خرم تھے اور فرماتے تھے کہ آج میری طبیعت بہت اچھی ہے۔ البتہ کل کچھ تکلیف تھی۔ مگر جب چار بجے اٹھ کر گھر گئے تو کھانا کھانے کے بعد کچھ دفتری کام کرنے کے لئے بیٹھے ہی تھے کہ دل کا دورہ ہوا اور آناً فاناً چل بسے۔ فانا للہ وانا الیہ راجعون۔ اس اچانک غیر متوقع وفات کا صدمہ آپ کے اہل و عیال کو تو ہونا ہی تھا مَیں نے دیکھا ہے کہ جو شخص بھی وہاں جاتا تھا بے اختیار اس کے آنسو نکل آتے تھے۔ آپ کی کوٹھی کے آس پاس کے غریب لوگ بھی آپ کی نعش کو دیکھ کر یہ کہتے تھے کہ بڑا سخی تھا، بڑا سخی تھا۔ اتنا بڑا سخی ہم نے اپنی عمر میں نہیں دیکھا۔

بچوں کا صبر

آپ کے چھوٹے چھوٹے بچوں نے جو صبر کا نمونہ دکھایا وہ بھی قابلِ رشک تھا۔ شدید صدمہ کی وجہ سے آنسوؤں کا نکلنا تو ایک قدرتی بات ہے مگر جس بات نے مجھ پر خاص اثر کیا وہ یہ تھا کہ بچے نعش کے نزدیک آ کر کہتے تھے۔ اچھا ابّا! السلام علیکم۔ آپ کو ہم اس دنیا میں پھر نہیں دیکھ سکیں گے۔ پھر تھوڑی دیر کے بعد کہتے۔ اچھا ابّا السلام علیکم آپ تو اس دنیا میں واپس آ کر ہمیں نہیں ملیں گے۔ ہم ہی آپ کو ملیں گے وغیرہ وغیرہ یہ کلمات بتاتے تھے کہ آپ نے اپنے بچوں کی دینی تربیت بھی خوب کی تھی۔

اللہ تعالیٰ آپ کو اعلیٰ علیین میں جگہ دے اور پس ماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین۔

ادائیگی زکوٰۃ اموال کو بڑھاتی

—— اور ——

تزکیۂ نفوس کرتی ہے!

لیڈر — (بقیہ صفحہ ۲)

نے کی ہوئی ہے اور جو آپ کے کارناموں میں پرورش پا رہی تھی وہ مصلح موعود آپ ہی تھا۔

ہجرت سے پہلے اس انکشاف کا ہونا ضروری تھا تاکہ آپ بآسانی وہ کام سرانجام دے سکیں جو ہجرت کے ساتھ وابستہ تھا تاکہ تمام دنیا کے کناروں پر تبلیغ اسلام کے مراکز کھل جائیں۔ اتنے واضح اور عظیم الشان رحمت کے نشان کے بعد اگر آپ کا دل کجی کی طرف ہی مائل رہے تو جائے خوف کے سوا کچھ نہیں۔

ضلع منٹگمری کی جماعتوں کے لئے ضروری اطلاع

حکیم عبدالواحد صاحب کارکن دفتر اصلاح و ارشاد نے اصلاح و ارشاد کے کام کے لئے دو ماہ وقف کئے ہیں۔ انہیں ضلع منٹگمری کی جماعتوں میں بھجوایا گیا ہے۔ حکیم صاحب مکرم اپنے اس دورہ میں الفضل کی توسیع اشاعت کے سلسلہ میں بھی کوشش کریں گے۔ احباب ان سے ہر ممکن تعاون فرماویں۔

(ناظر اصلاح و ارشاد)

کامیاب ہونیوالے طلباء اور طالبات کی خدمت میں مبارکباد

اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے جن طلباء اور طالبات کو مختلف امتحانوں میں کامیاب فرمایا ہے وکالتِ مال تحریک جدید ان سب کی خدمت میں تہ دل سے مبارکباد عرض کرتے ہوئے دعا کرتی ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی اس کامیابی کو آئندہ روحانی و جسمانی ترقیات کا پیش خیمہ بنا کر ہمیشہ انہیں اپنے خاص فضلوں اور برکتوں سے نوازے۔ آمین

ایسے موقع پر سیدنا حضرت اقدس فضل عمر المصلح الموعود ایدہ اللہ الودود کا ارشاد مبارک حسب ذیل ہے:-

"امتحان میں پاس ہونے پر خانہ خدا تو (تعمیر مساجد ممالک بیرون) کی تعمیر کے لئے کچھ نہ کچھ ضرور دے دیا کریں"

کامیاب ہونے والے طلباء اور طالبات اور ان کے والدین اور سرپرست حضرات کی خدمت میں درخواست ہے کہ وہ اپنے پیارے آقا ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے مذکورہ بالا ارشاد کی تعمیل میں تعمیر مساجد ممالک بیرون کے چندہ میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں۔

(وکیل المال اوّل تحریک جدید ربوہ)

جامع مسجد ربوہ

گذشتہ مجلس مشاورت میں جو سفارشات سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی منظوری کے لئے پیش کی گئیں تھیں۔ ان میں ایک سفارش جامع مسجد ربوہ سے متعلق تھی۔ سفارش کے الفاظ حسب ذیل ہیں:۔

"ربوہ میں جامع مسجد نقشہ کے مطابق تعمیر کروائی جائے اور اس کے لئے بجٹ ۶۵-۱۹۶۴ء میں ایک لاکھ روپیہ مشروط بآمد رکھا جائے"۔

احباب یہ معلوم کر کے خوش ہوں گے کہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے دوسری سفارشات کے ساتھ جامع مسجد ربوہ سے متعلق سفارش اور ایک لاکھ روپیہ کا بجٹ منظور فرما لیا ہے۔

(بحوالہ ریزولیشن صدر انجمن احمدیہ ۱۰۲ ۴/۶۴ ۲۹)

احباب جماعت کو معلوم ہے کہ ربوہ کی مسجد مبارک قادیان کی مسجد مبارک کی قائمقام ہے اور "جامع مسجد ربوہ" قادیان دارالامان کی مسجد اقصیٰ کی قائمقام ہوگی۔ جن احباب نے مسجد مبارک ربوہ کو دیکھا ہے ان پر واضح ہے کہ یہ مسجد قادیان کی مسجد اقصیٰ سے بڑی ہے۔ اب جامع مسجد ربوہ نے اسی نسبت سے بڑھنا ہے۔ نقشہ تیار ہو چکا ہے۔ اس بابرکت مسجد کے لئے مجلس مشاورت نے ایک لاکھ روپیہ کا بجٹ سال رواں کے لئے منظور فرمایا ہے۔ یہ رقم امرائے ضلع اور امراء و صدر صاحبان جماعت احمدیہ کے ذریعہ دفتر خزانہ صدر انجمن احمدیہ میں بمد "امانت جامع مسجد ربوہ" آنی چاہیئے۔

نظارت اصلاح وارشاد کو اطلاع آنی ضروری ہے کہ اسقدر رقم فلاں جماعت کی طرف سے بھجوائی جا رہی ہے۔ رقم موصول ہونے پر صدر انجمن احمدیہ کی ہدایات کے ماتحت تعمیر کا کام شروع کیا جائے گا۔ ولکل وجھۃ ھو مولیھا فاستبقوا الخیرات

احباب فوری توجہ فرماویں۔ (ناظر اصلاح وارشاد)

میّت کیلئے تابوت

مرحوم موصی احباب کی نعشوں کو ربوہ لاتے وقت بعض احباب تابوت کے سائز کا چنداں خیال نہیں رکھتے۔ اور اتنا بڑا بنوا لیتے ہیں کہ ایک عام قبر میں اسے دفن کرنے کے لئے مطلق گنجائش نہیں ہوتی۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ قبر کو اس کے مطابق لمبا چوڑا اور بنانے کے لئے کئی گھنٹے زائد وقت لگ جاتا ہے۔ وقتاً فوقتاً ایسے کئی واقعات ہوتے رہتے ہیں۔ کہ دوست نعش کیلئے تابوت بنوانے میں یہ خیال نہیں رکھتے کہ موقعہ پر اس کے دفن کرنے میں کتنا زائد وقت خرچ ہوگا۔ اور دوستوں کو جو نعش کے دفن ہونے تک ساتھ رہیں گے ان یاروں کو اور سردی یا گرمی میں کس قدر کوفت ہوگی۔ وہ یہ بھی خیال نہیں کرتے کہ وہ زائد لکڑی لگوا کر بے جا اسراف کر رہے ہیں۔ جس کا کوئی فائدہ نہ میّت کو ہے، نہ خود ان کو۔

پس احباب کی اطلاع کے لئے ایک مرتبہ پھر اعلان کیا جاتا ہے کہ سوائے استثنائی صورت کے تابوت کا عام سائز یہ ہے۔

لمبائی سوا چھ فٹ ۔ چوڑائی پونے دو فٹ ۔ اونچائی اطراف سے ایک فٹ ۔
اونچائی درمیان سے ڈیڑھ فٹ۔

مقامی کارکنان کو ایسے مواقع آنے پر نگرانی رکھنی چاہیئے کہ سوائے استثنائی صورت کے کوئی تابوت لمبائی، چوڑائی، اور اونچائی میں زیادہ حجم کا نہیں ہونا چاہیئے۔

(سیکرٹری مجلس کارپرداز بہشتی مقبرہ ربوہ)

ہر صاحب استطاعت احمدی کا فرض ہے کہ وہ اخبار الفضل خود خرید کر پڑھے

حضور ایدہ اللہ کی صحت کیلئے اجتماعی دعا اور صدقہ

جماعت احمدیہ بھیرہ و میانی نے مشترکہ طور پر حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی بیماری سے شفایابی کے لئے ایک بکری ذبح کر کے صدقہ میں دی۔ اس موقعہ پر احباب جماعت نے حضور کی صحت کے لئے اجتماعی دعا بھی کی۔

(فضل الرحمن بسمل)

بقایا داروں کے لئے لمحہ فکریہ

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں:۔

"بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ چونکہ اب نیا سال شروع ہو گیا ہے اس لئے ہمارا پچھلا معاف ہے مگر یہ بالکل غلط ہے۔ خدا تعالےٰ سے کئے گئے وعدے اگر پورے نہ کئے جائیں تو انسان کو اگلی نیکیوں کی بھی توفیق نہیں ملتی۔ یہ کسی بندے سے معاملہ نہیں بلکہ خدا تعالےٰ سے معاملہ ہے جو عالم الغیب ہے ... پس میں ان دوستوں کو جن کے ذمہ بقائے ہیں توجہ دلاتا ہوں کہ وہ اپنے بقائے جلد ادا کر دیں ... ... اگر تم باوجود مشکلات کے اپنے سارے کام کر رہے ہو اور سمجھتے ہو کہ شاید اللہ تعالےٰ اگلے سال ہمیں فراخی دے دے تو جیسے تم دوسرے کام کرتے ہو۔ یہ کام بھی کر لو"۔

حضور اقدس کے اس ارشاد کے پیش نظر تمام مجاہدین تحریک جدید کے بقایا داروں کی خدمت میں التماس ہے کہ اپنے سالہائے گزشتہ کے وعدہ جات کی ادائیگی کی طرف توجہ فرماویں۔ نیز تمام عہدیداران جماعت کی توجہ اس طرف مبذول کرائی جاتی ہے کہ وہ تمام ایسے احباب سے وصولی کا بندوبست فرمائیں اس طرح انہیں صرف اپنے چندے کا ثواب نہیں ملتا بلکہ دوسروں کے چندے وصول کرنے کا بھی ثواب ملتا ہے۔

(وکیل المال اوّل)

چندہ وقفِ جدید

سیکرٹری صاحبان مال کی یاد دہانی کے لئے یہ نوٹ شائع کرایا جاتا ہے کہ وقفِ جدید کی طرف سے مندرجہ ذیل مالی تحریکات جاری ہیں۔ اس تفصیل کے ساتھ رقوم داخلِ خزانہ کرائی جائیں۔

۱۔ چندہ وقفِ جدید
آمد زمین
تنخواہ معلمین
} امانت "چندہ وقفِ جدید" میں داخل کروائی جائیں۔

۲۔ تعمیر دفتر وقفِ جدید :۔ اسی مد میں داخل کرائیں۔
۳۔ قیمت فروخت زمین :۔ ریزرو فنڈ وقفِ جدید میں داخل کرائی جائے۔

(ناظم مال وقف جدید)

درخواستہائے دُعا

میرے بڑے بھائی مکرم حکیم عبدالصمد صاحب مولوی فاضل طبیب صدر شفاخانہ یونانی چار مینار حیدر آباد دکن کو عرصہ سے گلے میں خراش اور کھانسی کی تکلیف ہے۔ اور ایک ماہ سے لگاتار سر میں درد کا عارضہ ہے۔ نیز ذیابیطس کی بھی شکایت ہے۔ دائیں آنکھ میں موتیا اور بائیں میں پردہ آ رہا ہے۔ ذیابیطس کے سبب آپریشن ممکن نہیں۔ احباب جماعت میرے بھائی کی کامل صحت اور تندرستی اور درازیٔ عمر کے لئے دعا فرمادیں۔

(خاکسار محمود احمد سعید واقفِ زندگی ربوہ)

۲۔ مکرم عبدالرشید صاحب قائد مجالس خدام الاحمدیہ تحصیل گوجرانوالہ ایک ہفتہ سے بعارضہ ٹائیفائڈ بخار بیمار ہیں۔ احباب جماعت سے صحت کاملہ و عاجلہ کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

(سید اعجاز احمد شاہ انسپکٹر بیت المال حلقہ گوجرانوالہ)

۳۔ خاکسار کی اہلیہ کو لقوہ کی شکایت قریباً ایک ماہ سے ہے۔ احباب صحت کے لئے دعا فرماویں۔

(خواجہ محمد احمد غلہ منڈی جھنڈ انوالہ)

تفسیر قرآن مجید اور مودودی صاحب

(نوٹ :۔ ضروری نہیں کہ ادارہ سراسر ہی مضمون نگار سے متفق ہو)

۱۔ حضرت مولانا ابوالاعلیٰ مودودی اپنی تفسیر کے دیباچہ میں تحریر فرماتے ہیں :۔

"قرآن کریم کا طرز بیان تحریری نہیں بلکہ تقریری ہے قرآن کریم ابتداءً لکھے ہوئے رسالوں کی شکل میں نہیں شائع کیا گیا تھا بلکہ دعوت اسلامی کے سلسلے میں حسب ضرورت و موقع ایک تقریر نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم پر نازل کی جاتی تھی اور آپؐ اسے خطبے کی شکل میں لوگوں کو سناتے تھے تقریر کی زبان اور تحریر کی زبان میں فطرتاً بڑا فرق ہوتا ہے۔" (ص ۸)

مولانا کے ان کلمات کا خلاصہ یہ ہے کہ جب قرآن کریم اتارا گیا اس وقت تقریری زبان کی ضرورت اور موقع تھا اور تقریری زبان اور تحریری زبان میں فطرتاً بہت بڑا فرق ہوتا ہے لہذا قرآن کی زبان تحریری ہو ہی نہیں سکتی۔ مگر افسوس ہے کہ مولانا کو یہ نظریہ پیش کرتے ہوئے اتنا بھی احساس نہ ہوا کہ یہ نظریہ خود قرآن کریم کے دعویٰ کے خلاف ہے۔ قرآن کریم اپنا نام بار بار "الکتاب" بتاتا ہے اور یہ ظاہر ہے کہ جس کتاب کی زبان تحریری نہ ہو بلکہ صرف تقریری ہو وہ "الکتاب" کہلانے کی مستحق نہیں ہو سکتی۔ علاوہ ازیں مولانا نے یہ بھی غور نہ فرمایا کہ قرآن کریم کسی بشر کا کلام نہیں کہ جس میں تحریر و تقریر کے انداز جمع ہو سکنے کے امکانات کم ہوں بلکہ یہ تو خدائے علیم و قدیر کا کلام ہے جو انداز تقریر اور انداز تحریر ہر دو کا جامع ہے وہ خطاب بھی ہے اور کتاب بھی وہ تقریر بھی ہے اور تحریر بھی چنانچہ خدا تعالیٰ نے انداز تقریر اور انداز تحریر کو ایک ہی آیت میں واضح کرتے ہوئے فرمایا۔

هو الذی بعث فی الامیین رسولاً منهم یتلوا علیهم اٰیٰته ویزکیهم ویعلمهم الکتٰب والحکمة (سورہ جمعہ)

اور ان دونوں امور کو الگ الگ مقامات پر بیان کرتے ہوئے فرمایا :۔

۱۔ قرآنًا فرقنٰه لتقرأه علی الناس (بنی اسرائیل ع ۱۲)

۲۔ انزلنا الیك الذکر لتبین للناس (نحل ع ۶)

اور ۱۔ الحمد للّٰه الذی انزل علیٰ عبده الکتٰب (سورہ کہف)

۲۔ الٓمٓ ذالك الکتاب لاریب فیه

۳۔ ما انزلنا علیك الکتاب الا لتبین لهم (نحل ع ۸)

(۲) پھر دیباچہ میں مولانا قرآن کریم کے متعلق فرماتے ہیں :۔

"اس میں نہ تصنیفی ترتیب پائی جاتی ہے اور نہ کتابی اسلوب" (ص ۲۰)

اگر ہمیں یہ معلوم نہ ہوتا کہ یہ الفاظ ایک مسلمان مفسر مولانا مودودی صاحب کے لکھے ہوئے ہیں تو ہمیں یقیناً کہنا پڑتا کہ یہ الفاظ کسی دشمن اسلام کے ہیں۔ مگر اب ہم صرف اتنا کہہ سکتے ہیں کہ یہ الفاظ اسلام کے ایک نادان دوست کے ہیں کیا مولانا یوں نہیں لکھ سکتے تھے کہ قرآن کریم میں ایک ایسی ترتیب اور ایک ایسا کتابی اسلوب ہے جو دنیا کی کتابوں سے برتر ہے۔

(۳) پھر مولانا قرآن کریم کی سورتوں کے نام کے متعلق تحریر فرماتے ہیں :۔

"قرآن مجید کی ہر سورت میں اس قدر وسیع مضامین بیان ہوئے ہیں کہ ان کے لئے مضمون کے لحاظ سے جامع عنوانات تجویز نہیں کئے جا سکتے ... اس لئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کی رہنمائی سے قرآن کی بیشتر سورتوں کے لئے عنوانات کی بجائے نام تجویز فرمائے جو محض علامت کا کام دیتے ہیں۔" (ص ۲۶)

پھر سورہ مائدہ کی وجہ تسمیہ کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ :۔

"قرآن کریم کی بیشتر سورتوں کے ناموں کی طرح اس نام کو بھی سورت کے موضوع سے خاص تعلق نہیں"

پھر آل عمران کی وجہ تسمیہ میں تحریر فرماتے ہیں کہ :۔

"اس سورۃ میں ایک مقام پر آل عمران کا ذکر آیا ہے اسی کو علامت کے طور پر نام قرار دے دیا گیا ہے"

مولانا کے مذکورہ بالا بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ مولانا اللہ تعالیٰ کو خود اپنی ذات سے بھی ... جو خیال کرتے ہیں اس لئے ان کے نزدیک اللہ تعالیٰ کے لئے وسیع مضامین کے لئے جامع عنوانات مہیا کرنا نہایت مشکل ہے عجیب بات ہے کہ خود مولانا کو تو ایسے الفاظ مل جاتے ہیں کہ جنہیں وہ اپنے وسیع مضامین اور ضخیم کتب کا عنوان بنا سکیں لیکن اگر نہیں مل سکتے تو خدائے علیم و خبیر اور قادر و قدیر کو۔ سچ ہے ما قدروا اللّٰه حق قدره۔ گویا مولانا کا خدا باوجود قادر کہلانے کے مجبوریوں میں گھرا ہوا ہے کاش وہ اتنا تو سوچتے کہ بالفرض اگر سورہ بقرہ کا نام اللہ تعالیٰ نے صرف اس لئے بقرہ رکھ چھوڑا ہے کہ اس میں ایک جگہ بقرہ کا ذکر آگیا ہے تو پھر فاتحہ کا نام سورۃ فاتحہ کیوں رکھ دیا ہے جب کہ اس ساری سورۃ میں لفظ فاتحہ کہیں بھی نہیں آیا اور پھر اس کا نام سورۃ مغضوب یا ضالین کیوں نہ رکھ دیا جب کہ یہ الفاظ سورۃ میں موجود ہیں پھر یہ امر بھی قابل غور ہے کہ آل عمران کا نام آل ابراہیم کیوں نہ رکھا گیا جب کہ آل ابراہیم کا ذکر آل عمران سے پہلے موجود ہے علاوہ ازیں قریباً سترہ اٹھارہ سورتوں میں مختلف ہستیوں کی آل کا ذکر ہے ان سورتوں کو کیوں ان ناموں سے موسوم نہ کیا گیا۔

القصہ اگر مولانا صاحب بجائے یہ کہنے کے کہ "وسیع مضامین کے لئے جامع عنوانات تجویز نہیں کئے جا سکتے اور سورتوں کے نام کو ان کے موضوع سے کوئی خاص تعلق نہیں" یہ لکھ دیتے کہ ہر سورت کے نام اور اس کے موضوع میں تعلق تو یقیناً ہے مگر چونکہ سورتوں کے مضامین وسیع ہیں اس لئے ضروری نہیں کہ ہر مفسر اس تعلق کو سمجھ سکے اور حق یہ ہے کہ خاکسار (ابوالاعلیٰ مودودی) بھی تفسیر کرتے وقت سورتوں کے عنوان اور مضامین کے باہمی ربط کو نہیں سمجھ سکا۔ تو مولانا کے لئے مفید ہوتا۔ ادب کا تقاضا یہی ہے کہ نقص کو بجائے خدا اور اس کے کلام کی طرف منسوب کرنے کے اپنی طرف منسوب کیا جائے کیا ان کو معلوم نہیں کہ

کل العلم فی القرآن لکن
تقاصر عنه افهام الرجال

یعنی قرآن کریم میں تو ہر علم موجود ہے مگر لوگوں کا فہم قاصر ہے

(باقی)

("رفتار زمانہ" جون ۶۶ء)

صیغہ امانت صدر انجمن احمدیہ

کے متعلق

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا ارشاد

حضور فرماتے ہیں :۔

"اس وقت چونکہ سلسلہ کو بہت سی مالی ضرورتیں پیش آگئی ہیں جو عام آمد سے پوری نہیں ہو سکتیں۔ اس لئے میں نے یہ تجویز کیا ہے کہ اس فوری ضرورت کو پورا کرنے کا ایک ذریعہ تو یہ ہے کہ جماعت کے افراد میں سے جس کسی نے اپنا روپیہ کسی دوسری جگہ بطور امانت رکھا ہوا ہے وہ فوری طور پر اپنا روپیہ جماعت کے خزانہ میں بطور امانت (صدر انجمن احمدیہ) داخل کرے تاکہ فوری ضرورت کے وقت ہم اس سے کام چلا سکیں۔ اس میں تاجروں کا وہ روپیہ شامل نہیں جو تجارت کے لئے رکھتے ہیں اسی طرح اگر کسی زمیندار نے کوئی جائداد بیچی ہو اور آئندہ وہ کوئی اور جائداد خریدنا چاہتا ہو تو ایسے لوگ صرف اتنا روپیہ اپنے پاس رکھ سکتے ہیں جو فوری طور پر جائداد کے لئے ضروری ہو اس کے سوا تمام روپیہ جو بنکوں میں دوستوں کا جمع ہے سلسلہ کے خزانہ میں جمع ہونا چاہیئے ...

پھر بعض دفعہ لوگ اپنے بچوں کی تعلیم کے لئے روپیہ جمع کرتے رہتے ہیں اسی طرح بعض لڑکوں اور لڑکیوں کی شادیوں کے لئے روپیہ جمع کرتے ہیں اور ہو سکتا ہے کہ بعض لوگوں کے لڑکے اور لڑکیاں جوان نہ ہوئے ہوں اور ان کو دو چار سال بعد اس روپیہ کی ضرورت پیش آنے والی ہو ایسے لوگوں کو بھی چاہیئے کہ وہ یہ روپیہ جماعت کے خزانہ میں جمع کرا دیں۔"

میں امید کرتا ہوں کہ احباب سے جس قدر جلد ممکن ہو سکا حضور کے ارشاد کی تعمیل میں اپنی رقوم جلد خزانہ صدر انجمن احمدیہ میں بھجوا دیں گے۔

(افسر خزانہ، صیغہ امانت صدر انجمن احمدیہ ربوہ)

پاکستان ہر حملے کا منہ توڑ جواب دے گا۔ صدر ایوب

"ہمیں بھارت کے دام فریب میں نہیں آنا چاہیئے"

لندن ۱۳ جولائی۔ کل صدر محمد ایوب خاں نے کہا کہ ہم اپنے تمام ہمسایہ ملکوں سے دوستانہ تعلقات قائم رکھنے کے خواہش مند ہیں لیکن اگر ہماری آزادی کو کوئی خطرہ لاحق ہوا تو پاکستان اس کی حفاظت کے لئے کسی اقدام سے دریغ نہیں کرے گا آپ نے اعلان کیا کہ پاکستان اپنے محدود وسائل کے باوجود ہر حملہ آور کو منہ توڑ جواب دے گا ہمیں میدان جنگ میں لڑنا پڑا تو ہم مردانگی کے جوہر دکھائیں گے۔ صدر ایوب کل یہاں برطانیہ میں رہنے والے ایک لاکھ بیس ہزار پاکستانیوں کے ایک نمائندہ اجتماع سے خطاب کر رہے تھے۔ آپ نے پاکستان اور چین کے خلاف بھارتی پراپیگنڈہ کی مذمت کی اور کہا کہ ہمیں بھارت کے دام فریب میں نہیں آنا چاہیئے اس اجتماع میں برطانیہ کے ۳۰ شہروں اور پاکستانیوں کی ۳۹ مختلف انجمنوں کے نمائندے موجود تھے۔

صدر ایوب نے کہا ہماری یہ دلی خواہش ہے کہ ہمارے بھارت سے اچھے تعلقات قائم ہوں لیکن ہم اپنے مفاد کو کسی صورت میں قربان نہیں ہونے دیں گے۔ صدر ایوب نے کہا کہ پاکستان امن چاہتا ہے لیکن بھارت امن کے راستہ میں رکاوٹیں ڈال رہا ہے افسوس یہ ہے کہ بھارت کے رہنماؤں کو ابھی تک یہ احساس نہیں ہوا کہ پاکستان سے اچھے تعلقات قائم کرنے سے ان کے ملک کو کتنا فائدہ پہنچ سکتا ہے آپ نے کہا کہ بھارت نے پاکستان اور چین کے خلاف پراپیگنڈہ کی زبردست مہم شروع کر رکھی ہے اور وہ ان دونوں ملکوں کے خلاف جنگی تیاریاں بھی کر رہا ہے

صدر ایوب نے بتایا کہ پہلے بھارت کی طاقت پاکستان کی نسبت تین گنا زیادہ تھی۔ لیکن اب بڑھ کر سات گنا زیادہ ہو گئی ہے صدر ایوب نے اپنی اس تقریر میں پاکستان کے آئین کی موٹی موٹی باتوں کا ذکر کیا۔ آپ نے کہا کہ پاکستان اچھی خاصی اقتصادی ترقی کر رہا ہے صدر ایوب نے ملک کی مختلف اصلاحات کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ ہمیں وہاں مذہبی قسم کے قدامت پسند علماء کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے ہم نے معاشرتی اصلاح کے لئے وہاں عائلی قوانین نافذ کئے لیکن ان علماء نے اس کے خلاف شور و غوغا برپا کر کے ہمارے لئے مشکلات پیدا کرنے کی کوشش کی

لاری کے حادثہ میں پندرہ افراد ہلاک

بگلیسی (جنوب مغربی فرانس) ۱۳ جولائی۔ کل یہاں سائیکلوں کی بین الاقوامی ریس کے دوران میں ایک لاری تماشائیوں کے ہجوم میں گھس گئی جس سے پندرہ افراد ہلاک اور دو سو زخمی ہو گئے بیان کیا جاتا ہے کہ پولیس کی ایک لاری میں ایک ہیلی کاپٹر کے لئے ایندھن لے جایا جا رہا تھا جو ریس کے دوران پرواز کر رہا ہے اچانک لاری سڑک سے ڈھلک کر پل جا گری جس سے پل پر کھڑے ہوئے تماشائی نہر میں جا گرے آٹھ افراد موقعہ پر ہی ہلاک ہو گئے اور نہر میں سے ... ان میں سے ہسپتال میں مر گئے

نیگرو ماہر تعلیم کا قتل

صدر جانسن نے تحقیقات کا حکم دیدیا

کالبرٹس (جارجیا) ۱۳ جولائی۔ امریکہ کے صدر جانسن نے شعبہ سراغرسانی کو حکم دیا ہے کہ واشنگٹن کے سیاہ فام ماہر تعلیم مسٹر لیموئیل پین کے قتل کی تحقیقات کی جائے۔ گزشتہ روز جب وہ اپنی کار میں دو آدمیوں کے ساتھ جا رہے تھے۔ کسی سفید فام نے ان کے قریب سے کار گزارتے ہوئے ان پر دو فائر کئے جس سے مسٹر لیموئیل ہلاک ہو گئے ڈاکٹر لیموئیل کے ایک ہمراہی نے کار کو روک لیا تھا

بھارت کے لئے مغربی فوجی امداد

طاقت کا توازن بگڑ گیا

ڈھاکہ ۱۳ جولائی۔ قائم مقام صدر مسٹر فضل القادر چودھری نے کہا ہے کہ مغربی طاقتیں بھارت کو دھڑا دھڑ جو امداد دے رہی ہیں اس کے خلاف پاکستان کے ہر حصہ میں زبردست تشویش پائی جاتی ہے آپ نے کہا کہ بھارت کی امداد سے اس خطہ میں طاقت کا توازن بگڑ گیا ہے آپ کراچی سے یہاں پہنچنے کے بعد ہوائی اڈہ پر اخباری نمائندوں سے باتیں کر رہے تھے۔ مسٹر فضل القادر نے کہا ہمیں جو خطرات درپیش ہیں ان کے پیش نظر ہم نئے دوستوں کی تلاش میں ہیں پاکستان ہمیشہ ایسی پالیسی اختیار کرے گا جس میں اس کا فائدہ ہو۔

پاکستانی تاجر کنیٹن روانہ ہو گئے

پیکنگ ۱۳ جولائی۔ پاکستان کے تاجروں کا وفد جس کی قیادت مسٹر صدیق داؤد کر رہے ہیں۔ کل پیکنگ سے چین کے ایک اور بڑے شہر کنیٹن روانہ ہو گیا۔ کینٹن کا دورہ کرنے کے بعد پاکستانی تاجر انڈونیشیا روانہ ہو جائیں گے۔

تعلیمی اداروں کو "کھیلوں کا دن" منانے کی ہدایت

لاہور ۱۳ جولائی۔ مغربی پاکستان سپورٹس کنٹرول بورڈ نے صوبہ بھر کے تعلیمی اداروں کو ہدایت کی ہے کہ وہ ہر ماہ "کھیلوں کا دن" منائیں۔ بورڈ نے یہ ہدایت اس امر کے پیش نظر جاری کی ہے کہ سکولوں اور کالجوں کے تمام طلبہ مہینہ میں کم از کم ایک بار کھیلوں میں لازماً حصہ لیں۔

ماسکو ۱۳ جولائی۔ روس نے کل دو خلائی سٹیشن ایک ہی راکٹ کے ذریعے خلا میں بھیج دیئے ہیں۔

ایک مخلص احمدی نوجوان کی دردناک وفات

چوہدری محمد شریف صاحب (پسر مہر اللہ دتا صاحب احمدی آف ویرووال حال لائلپور) کو یکم جولائی ۶۴ء کو لائلپور میں نہایت سفاکانہ طور پر شہید کر دیا گیا ہے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ مرحوم کی لاش بعد پوسٹ مارٹم اسی دن گیارہ بجے شب سینکڑوں سوگواروں کی موجودگی میں ربوہ لا کر سپرد خاک کر دی گئی۔ مرحوم مخلص۔ با اخلاق۔ خوبصورت اور صحت مند نوجوان تھا۔ اور اپنے مخلص باپ کا نہایت فرمانبردار بیٹا تھا۔

احباب جماعت اور درویشان قادیان کی خدمت میں درخواست ہے کہ مرحوم کا جنازہ غائب پڑھ کر مرحوم کے لئے دعائے مغفرت فرماویں۔ نیز دعا فرماویں کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کے والدین، بہن بھائیوں۔ بیوہ اور بچوں کو صبر جمیل کی توفیق عطا فرماوے۔ نیز خاص طور پر دعا فرماویں کہ اللہ تعالیٰ ان کے خاندان کے افراد کو دشمنوں کے شر سے محفوظ رکھے اور ہر طرح ان کا حامی و ناصر ہو اور ہر ابتلاء سے ان کو بچائے۔ آمین ثم آمین۔

(خاکسار محمد حسین گولیازار۔ ربوہ)

تقریب رخصتانہ

ربوہ — مورخہ ۱۲ جولائی ۱۹۶۴ء بروز اتوار بوقت چھ بجے شام محلہ باب الابواب میں مکرم چوہدری عبدالرحمن صاحب بی۔ اے، بی۔ ٹی سیکنڈ ماسٹر تعلیم الاسلام ہائی سکول کی صاحبزادی سعیدہ بیگم صاحبہ کی تقریب رخصتانہ عمل میں آئی۔ ان کا نکاح چوہدری مبارک احمد صاحب نصیر ابن مکرم چوہدری کریم بخش صاحب آف دارالرحمت وسطی ربوہ کے ساتھ مکرم مولانا ابوالعطاء صاحب نے مورخہ ۱۰ جولائی ۱۹۶۴ء بروز جمعۃ المبارک بعد نماز جمعہ مسجد مبارک میں پڑھا تھا۔

تقریب رخصتانہ جس میں مقامی احباب بہت کثیر تعداد میں شریک ہوئے حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب صدر، صدر انجمن احمدیہ پاکستان کی زیر صدارت منعقد ہوئی۔ آغاز کار مکرم ماسٹر محمد ابراہیم صاحب آف بھامبڑی نے قرآن مجید کی تلاوت کی بعدہٗ مکرم مولوی محمد صدیق صاحب مربی سلسلہ ... نے درثمین میں سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دعائیہ نظم "محمود کی آمین" کے بعض اشعار خوش الحانی سے پڑھ کر سنائے۔ آخر میں حضرت صاحبزادہ صاحب موصوف نے رشتہ کے بابرکت ہونے کے لئے اجتماعی دعا کرائی۔ دعا کرانے سے قبل آپ نے اسلامی تعلیم کے اس پہلو پر اختصار کے ساتھ روشنی ڈالی کہ ہر جائز کام کرتے وقت اگر انسان نیت نیک کر لے تو پھر وہ کام بھی نیک ہو جاتا اور اس کے کرنے پر انسان عند اللہ اجر و ثواب کا مستحق ٹھہرتا ہے اسی طرح اگر انسان تعلقات زوجیت میں یہ نیت کر لے کہ وہ خدائی حکم کے ماتحت محبت اور حسن سلوک کے ساتھ ان تعلقات کو نبھائے گا اور اپنی اولاد کی اس رنگ میں تربیت کرے گا کہ وہ دین کی خادم ثابت ہو سکے تو پھر یہ دنیوی تعلقات بھی دین کا رنگ اختیار کر لیتے ہیں اور میاں اور بیوی دونوں کے لئے حصول ثواب کا ذریعہ بن جاتے ہیں۔ اس کے بعد آپ نے اجتماعی دعا کرائی اور یہ بابرکت تقریب اختتام پذیر ہوئی۔

احباب جماعت دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اس رشتہ کو دونوں خاندانوں کے لئے ہر طرح خیر و برکت اور یمن و سعادت کا موجب بنائے اور اس کے نیک ثمرات ظاہر ہوں۔ آمین۔

انسپکٹر وصایا کا دورہ

مکرم سید مبارک احمد شاہ صاحب سرور انسپکٹر وصایا صدر انجمن احمدیہ ربوہ کو ضلع راولپنڈی اور ہزارہ کی جماعتوں کے دورہ کے لئے بھجوایا گیا ہے۔ ہر دو اضلاع کی جماعتوں اور عہدیداران سے درخواست ہے کہ وہ ان سے پورا پورا تعاون فرماویں۔

(سیکرٹری مجلس کارپرداز)

درخواست دعا

میری دادی صاحبہ محترمہ لاہور میں بعارضہ درد قولنج شدید بیمار ہیں۔ احباب کی خدمت میں ان کی صحت یابی کے لئے درخواست دعا ہے۔

(شمیم کوثر ابن چوہدری عبدالرحمن شاکر)

(ربوہ)

رجسٹرڈ ایل نمبر ۵۲۵۴